# مسیحی کلیسا کی یہودیت نوازی

رابطہ عالم اسلامی کی مجلس اساسی کے حالیہ سالانہ اجلاس منعقدہ مکہ معظمہ میں مسیحی پادریوں کی یونیورسل کونسل کی اس قرارداد کا جائزہ لیا گیا جو یہودیوں کو حضرت مسیح کے قتل سے بری الذمہ قرار دینے کے سلسلہ میں صادر ہوئی ہے مجلس اساسی نے پورے غور و خوض کے بعد ذیل کی قرار دادِ مذمت پاس کی ہے :

کل کے اخبارات میں ویٹیکن کے پادریوں کی یونیورسل اکیڈیمی کی وہ قرارداد شائع ہوئی ہے جس میں اکیڈیمی کی غالب اکثریت نے قومِ یہود کو حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے جُرم سے بَری قرار دے دیا ہے۔ اس قرارداد کے صدُور سے کافی عرصہ پہلے دنیا کے صہیونی حلقے اور اُن کی حامی استعماری طاقتیں اس براءت کے لیے مسلسل خفیہ اور علانیہ کوششیں کرتی رہی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرارداد مذہبی نوعیت کی نہیں ہے بلکہ محض سیاسی سٹنٹ ہے جس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ صہیونی نظریہ کو جس کی شر انگیزیاں نہ صرف اسلام، نہ صرف عرب، بلکہ تمام انسانیت کو محیط ہیں، مسیحی دنیا کی تائید حاصل ہے۔ اس قرارداد کو روکنے اور اپنے دین و عقائد کو یہودیوں اور ان کے پٹھوؤں کے ہاتھوں میں کھلونا بننے سے بچانے کے لیے مشرق اور مغرب کے بہت سے پادریوں نے جو کوششیں کی ہیں اُن کی ہم قدر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

صلیبِ مسیح کے مسئلے میں اسلام کے موقف پر ہمارا کامل اور غیر متزلزل ایمان ہے۔ برحق بات وہی ہے جو قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے کہ "مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" (نہ انہوں نے مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیب دی بلکہ اُن پر معاملہ مشتبہ ہو گیا)۔ اب عقائد کی تبدیلی اور شریعت کی ترمیم کے لیے مسیحی پیشواؤں نے، اپنی خواہشات کے زیرِ اثر، جو حالیہ اقدام کیا ہے اس نے ہمارا اسلام اور

قرآن پر ایمان اور مضبوط کر دیا ہے ۔ بے شک قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا ( ولا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید ) ۔ ہمیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوتی ہے کہ مسیحی اقوام نے اپنے موروثی عقائد کو جن پر دو ہزار سال سے ان کے اسلاف قائم رہے ہیں، مٹھی بھر پیشواؤں کی خواہشات کا کھلونا کیسے بننے کی اجازت دے دی ہے، حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ یہ پیشوا صیہونیت کے فریب کا شکار ہو چکے ہیں ۔ یہ صورتِ حال ان شکوک و شبہات کو مزید تقویت دیتی ہے جو مسیحی عقائد و کتب کے بارے میں خود عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد کے اندر پھیلے ہوئے ہیں ۔ مسیحی اقوام کا یہ موقف الحاد پرور اور مادہ پرست طاقتوں کو ایک نیا ہتھیار فراہم کر رہا ہے، جنہوں نے پہلے ہی مسیحی شرائع کو ہدفِ تمسخر بنا رکھا ہے اور ایک ایک کر کے اُن کے تار و پود بکھیر رہی ہیں ۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ کیتھولک کلیسا کے بعض بڑے رہنماؤں کو بیس صدیوں کے بعد یہ نیا انکشاف ہوا ہے کہ ان کی مقدس کتابیں غلط ہیں اور یہودیوں نے نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب نہیں دی، پھر بھی ان مظالم و مصائب کے بارے میں یہ رہنما کیا کہتے ہیں جو یہودی قوم حضرت مسیح علیہ السلام پر آغازِ رسالت سے لے کر ان کے رفع تک برابر توڑتی رہی ۔ اور اسی طرح اُن خوں آشام تاریخی المیوں کے بارے میں اُن کی کیا رائے ہے جو پیروانِ مسیح کو ہر اُس جگہ یہودیوں کے ہاتھوں پیش آتے ہیں جہاں یہودیت کو قوت و اقتدار حاصل ہوتا رہا ہے ۔ بلکہ ان تازہ واقعات کے بارے میں وہ کیا فرماتے ہیں جنہیں دنیا کی نیوز ایجنسیاں اور اخبارات برابر نشر کر رہے ہیں اور جن سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ نام نہاد اسرائیل کے اندر یہودی قوتیں عیسائی رعایا پر مظالم توڑ رہی ہیں، عیسائیوں کے گرجے چھینے جا رہے ہیں، ان کی جائدادیں ضبط کی جا رہی ہیں اور عیسائی پادریوں کو جیلوں کے حوالے کیا جا رہا ہے ۔ یہ سب کچھ اس بنا پر کیا جا رہا ہے کہ اسرائیل صرف یہودی قوم کا وطن ہے اور یہودی مذہب کے سوا کسی دوسرے مذہب کو اس سرزمین میں پنپنے کی اجازت نہیں ہے ۔

افسوس ہے کہ کیتھولک کلیسا کے رہنما ان تمام نئے اور پرانے حقائق کو فراموش کر رہے

ہیں اور اپنے مذہب کو ایک ایسے عظیم رسوا کن حادثے کی نذر کر رہے ہیں جس کی مثال مذاہبِ عالم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ محض بین الاقوامی صہیونی تحریک کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور ان مٹھی بھر سیاستدانوں کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے جو اپنی سیاسی اغراض کے پیچھے صہیونی تحریک کے فریب کا شکار ہو چکے ہیں، انہوں نے اپنے مذہب اور اپنی مذہبی تاریخ اور روایات میں یہ تحریف کی ہے۔

بین الاقوامی صہیونی ادارے کا کیتھولک کلیسا کے پیشواؤں پر اثر انداز ہو کر مذکورہ بالا قرارداد پاس کرانے میں کامیاب ہو جانا، یہ معنی رکھتا ہے کہ کیتھولک کلیسا اپنے عہدِ جدید میں صہیونیت کی حمایت اور اسلام اور عربوں کے حق میں معاندانہ روش پر چلنے کے لیے بالکل تیار ہو چکا ہے۔ اور اب ملتِ اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلہ میں پیش آنے والے نئے معاندانہ اقدامات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہے۔ کیتھولک کلیسا کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا اس معاندانہ روش کو اختیار کیے رکھنا، جس میں مسلمانوں اور عربوں کے ساتھ خیر سگالی کا شائبہ تک نہیں ہے، دنیائے اسلام اور مسیحی دنیا کے درمیان دشمنی کی آگ بھڑکانے کے سوا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ اور یہی وہ مقصد ہے جسے یہودی پورا کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اس نئی ملی بھگت سے خود مذہبی نقطۂ نظر سے کیتھولک چرچ کو بعید الاثر نقصانات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ کیتھولک چرچ کے متبعین پر ایک نہ ایک روز لازماً یہ منکشف ہو کر رہے گا کہ ان کا مذہب اور ان کی مذہبی روایات سیاسی اغراض کا بازیچہ بن چکی ہیں۔

اس موقف کے بعد ویٹیکن اسٹیٹ کے مصالح کو بھی اسلامی ممالک میں گہرے نقصانات کا سامنا ہو سکتا ہے، اس لیے کہ اسلامی ممالک میں کیتھولک کلیسا کے مختلف ادارے اور افراد موجود ہیں جو اس وقت خوشگوار زندگی سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں اور صدیوں سے مسلمانوں اور عربوں کی مہمان نوازی اور حسنِ سلوک کے سائے میں رہ رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ اس طویل تاریخ کو فراموش کر گئے ہیں کہ جب مسیحی فرقے خانہ جنگی میں مبتلا تھے اور ایک دوسرے پر مظالم ڈھا رہے تھے اس وقت

تمام عیسائیوں کے لیے دیارِ اسلام کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ تھی اور مسلمانوں کے دامن کے سوا انہیں کہیں امن نصیب نہ تھا۔

رابطہ عالمِ اسلامی کی مجلسِ اساسی مذکورہ قرارداد کے پس منظر میں کام کرنے والے ناپاک سیاسی ہتھکنڈوں کی شدید مذمت کرتی ہے۔ اور مسلمان اقوام اور مسلمان حکام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور اپنے دینِ حق پر زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوں اور اس ناپاک گٹھ جوڑ کے خلاف متحد ہو جائیں اور یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ ان کا باہم اتحاد ہی واحد پناہ گاہ ہے جو انہیں دشمنوں کی شرارتوں اور سازشوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ (لینصرن اللہ من ینصرہ، اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیزٌ)۔

---

## (بقیہ اشارات)

علامہ سرخسیؒ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے خاص حالات میں لوگوں کی ضروریات کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے اور کسی وقت اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے جب دو ناگزیر برائیوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ شدید تر برائی کے مقابلے میں کم تر برائی کو بحالتِ ضرورت گوارا کر لیا جائے۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد و باب الجاسوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے جس سے اس اصول کی حکمتیں اور اس کی مصلحتیں بآسانی سمجھ میں آسکتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد بن اسود کو روانہ کیا اور ارشاد فرمایا: تم روضۂ خاخ کے مقام پر جاؤ، وہاں تمہیں اونٹ پر سوار ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے، وہ اس سے لے لینا۔ ہم ارشادِ نبوی سنتے ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر چل نکلے یہاں تک کہ روضۂ خاخ کا مقام آگیا۔ ہم نے جب دیکھا تو واقعی ایک عورت اونٹ پر سوار جا رہی تھی۔ ہم نے اس سے کہا اخرجی الکتاب "خط نکال دے"۔ اس نے کہا ما معی من کتاب "میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے"۔ ہم نے کہا: لَتُخْرِجَنَّ الکتاب او لَنُلْقِیَنَّ الثیاب "تجھے خط نکال کر دینا ہو گا ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے"۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر اپنی چٹیا سے خط نکال کر دے دیا۔